ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ مکتوبات مجمع الحسنات مخزن البرکات عالم ربانی جامع علوم ظاہری و باطنی
حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ المسمیٰ

بتصحیح و تنقیح مولوی محمد فضل الرحمن و مولوی محمد الیاس سلمہما اللہ تعالیٰ
باہتمام جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ اللہ الواہب

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع گردید

طبیعت بہت گھبرائی ہنوز اور تحریرون سے چندان فراغت نہوئی تھی کہ ایک اور سر پر آن
پڑی تسپر مفصل لکھون تو کہانتک لکھون یہ بحث ایک دریائی ناپیداکنار ہے اور اختصار
کیجئے تو کہانتک دریا کو کوزہ مین لانا دشوار اسلئے فقط عقیدہ دل سے آگاہ کئے دیتا ہون اس
ضمن مین کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی اشارہ ہو جائے تو ہو جاوین انبیاء کرام کو انہین اجسام
دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہون یہ نہین کہ مثل شہداء ان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان سے
تعلق ہو جاتا ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شہداء کے مال مین میراث ہوئی اور انبیاء کرام علیہم السلام
کے مال مین میراث جاری نہوئی حالانکہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین سب
کو عام ہے عوام ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کی ازواج کو بعد عدت معروفہ
نکاح کی اجازت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان مین یہ حکم آیا ولا تنکحوا
ازواجہ من بعدہ ابدا حالانکہ عموم واحل لکم ما وراء ذلکم جس سے حلت غیر
منکوحہ فارغ العدۃ سمجھہ مین آتی ہے اور عموم والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا
وغیرہ جس سے بعد مرور عدت ازواج کو اجازت نکاح نظر آتی ہے اسکے مخالف ہے اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نمانئے اگر شہداء انہین ابدان کے حساب سے ہوتے تو پھر انکا
قبور مین مستور ہو جانا بہت ہوتا تو مجرمون اور مظلومون کے محبوس ہونے کی برابر ہوتا نہ مال
مین میراث چل سکتی نہ ازواج کو نکاح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب سے تو ہم مردہ دل ہی اچھے
رہتے جنکی زندگانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندگانی پر ہمارے لئے تو یہ انعام کہ نہ مال
مین کوئی تصرف کرسکے نہ ازواج کی طرف کوئی نظر بھر کے دیکھہ سکے اور وہ اس حیات کامل پر بھی
اس دولت و عزت سے محروم رہے مگر چونکہ یہان کے اموال یہین کے ابدان کے شکست و
ریخت کے لئے ہین اور یہان کے ازواج انہین ابدان کی ثمر کے تخم ریزی کے لئے مصداق نساءکم
حرث لکم یہین ہین تو بعد انفکاک تعلق روح کو انکے متعلقات سے کیا تعلق رہ جاویگا
بلکہ جیسے گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس دانہ گھوڑے کے لئے اور گھوڑا نرہے تو پھر گھاس دانہ
سے بھی کچھہ مطلب نہین رہتا ایسا ہی ابدان ارواح کے کاروبار کے لئے بلکہ اوسکا مرکب و اُسکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الہی غرق دریاے گناہم
تو میدانی و خود ہستی گواہم
گناہ بیعد درا بار بستم
ہزاران بار توبہ ہا شکستم
حجاب مقصدم عصیان من شد
گناہم موجب حرمان من شد
بآن رحمت کہ وقف عام کردی
جہان از دعوت اسلام کردی
نمیدانم چرا محروم ماندم
رہین انچنین مقسوم ماندم
گدا خود را ترا سلطان چو دیدم
بدرگاہ تو ای رحمان دویدم
دلم از نقش باطل پاک فرما
براہ خود مرا چالاک فرما
بکش از اندرونم الفت غیر
بشو از من ہواے کعبہ و دیر
درونم را بعشق خویشتن سوز
بہ تیر درد خود جان [illegible]
دلم را محو یاد خویش گردان
مرا حسب مراد خویش گردان
اگر نالایقم قدرت تو داری
کہ خار عیب از جانم برآرے
گناہم را اگر دیدے نگر ہم
بعفو و فضل خود ای شاہ عالم
بسی بگذشتہ شاہانہ مرادم
بدرگاہت رسیدم سازشادم
ببخشم لطف ای حکم تو بر سر
بحال قاسم بیچارہ بنگر

مکتوب اول بنام مولوی محمد صدیق صاحب مرادآبادی در اثبات حیات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

سراپا عنایت سلامت ـ السلام علیکم ـ کل جو آپ کا عنایت نامہ پہونچا کیفیت مندرجہ کو دیکھکر

ایسا ہوگا جیسا حالت حیات سابقہ مین کبھی زمین پر رہنا کبھی بوجہ معراج آسمان پر چلا جانا زیر پردہ موت
عرضی مستور ہوئی تو پہر ایسی صورت ہو جائیگی جیسے فرض کیجئے چراغ کو کسی ظرف گلی مین رکھکر سرپوش رکھدیجئے
جیسے یہان تمام شعاعین باہر سے سمٹ کر اُس ظرف مین آجاتی ہین بلکہ خود شعلہ چراغ مین سما جاتے
ہین جس سے وہ اشتداد مشارالیہ نمایان ہو جاتا ہے ایسے ہی یہان بھی خیال فرمالیجئے اس صورت مین
موت انبیاے کرام اور موت عوام مین ایسا فرق ہوگا جیسا چراغ کی ظرف گلی مین مستور ہو جانے
اور گل ہو جانے مین فرق ہے یہان جیسے باعتبار مکان اندھیرا دونون صورتونمین برابر اور پہر اتنا فرق
ہے کہ باعتبار اصل اتنا پہلے نہ تہا ایسا ہی یہان بھی سمجھ لیجئے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انک میت جدا کہا
اور انہم میتون جدا فرمایا مثل ثم انکم یوم القیامۃ جو اگلا جملہ ہے سب کو شامل
کرکے انکم میتون نفرمایا کہ اسی فرق مراتب موت کے طرف اشارہ باقی رہے بالجملہ
حیات حال انبیاء کا مثل حیات سابق ہونا اور پہر اس سے اشد اور اعلی ہونا یون ظاہر ہے کہ
مماثلۃ تو فی تعلق الابدان الدنیاویہ سے یہ نہین کہ مثل شہدا تبدیل ابدان کئے گئے ہوا اور اشدیت یون
ظاہر ہے کہ بوجہ احاطۂ ضد معلوم جسکو موت کہئے تمام فیض حیات جو مثل شعاع شمس و قمر اطراف بدن
اور اُس سے باہر تک بذریعہ افعال جاتا تھا سمٹ کر داخل بدن کی طرف چلا آیا سمجھ لینے کے لئے تو یہ کافی ہی
پہر اس سلامت اجساد کو لحاظ کیا جاوے تو اور بھی تائید ہو جاتی ہے رہین احادیث اونکے رجوع کرنیکی
اسوقت ضرورت نہین جو یہ تحقیق کیجئے کہ کون سی حدیث صحیح ہی اور کون سی ضعیف پر پہر تس پر مجکو ان
باتون کی خبر کم ہوتی ہے کیونکہ یہ باتین کتابون سے متعلق ہین اور آپ خود جانتے ہین کہ جیسے سپاہی
بے ہتیار ہوتے ہین ایسا ہی یہ جاہل عالم بے کتاب ہی یہ باتین آپ خود حضرت شیخ کی تصانیف
سے نکال لین مگر ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہین زیادہ کیا عرض کرون ہان
اتنا عرض کئے دیتا ہون کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور مین جانتا ہون انشاء اللہ تعالی ایسا ہی رہے گا
مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ مین سے نہین سمجھتا نہ تعلیم ایسی باتون کی کرتا ہون نہ منکرون سے دست
و گریبان ہوتا ہون خود کسی سے کہتا نہین پہرتا کوئی پوچھتا ہے اور اندیشۂ فساد نہین ہوتا تو اظہار
مین دریغ بھی نہین کرتا آپ بھی اس امر کو ملحوظ رکھین تو بہتر ہے فقط

سواری اور اموال و ازواج ابدان کے لیے اور ابدان نہ رہیں تو پھر ان سے بھی مطلب نہ رہیگا اس لیے
شہدا کے اموال و ازواج مین بھی بوجہ انفکاک تعلق مذکور اور ونکو بطور مناسب اجازت ہوگی اور یون ہی
بیکار نہ رہنے دینگے مگر یہان جیسے یہان گھاس دانہ کی طلب اور اُس سے تعلق دلی اسبات پر شاہد ہوتا ہے
کہ طالب اور صاحب تعلق کے گھر پر گھوڑا وغیرہ گھاس دانہ کھانے والا کوئی جانور ہوگا ایسا ہی اموال
وازواج سے تعلق اسبات پر شاہد ہو سکتا ہے کہ صاحب تعلق کو اپنے ابدان سے تعلق ہی اس تقریر
مختصر سے اسقدر تو بشرط فہم وانصاف خواہ مخواہ ذہن مین آہی جاتا ہے کہ انبیاء کرام کو اپنے ابدان سے تعلق
اوس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے تھا یہی نہین کہ جیسے وطن سے باہر اپنے وطن کو یاد کرتے
اور اُس فاصلہ پر اور بستیان ہون تو اونکے کچھ خبر نہین ہوتی ایسے ہی انبیاء کی ارواح کو بھی مثل دیگر
اموات اپنے ابدان سے ایک تعلق یادگاری محبت ہے مگر چونکہ اور ابدان سے محبت نہ تھی تو تعلق یادگاری
ہی نہین ایسا ہی تعلق ہوتا تو احکام بھی یکسان ہوتے ہان یون کہئے تو خیر کہ خدا کے حکم محض بیوجہ
اور بے حکمت ہوتی ہین مگر چونکہ آپ سے یہی امید ہے کہ خداوند علیم وحکیم کو حکیم ہی سمجھتے ہونگے اسلئے یہ بھی
امید ہے کہ بدلالۃ حکم مذکور انبیاء کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھینگے پر حسب ہدایۃ کل نفس ذائقۃ
الموت اور انک میت وانہم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاصکر حضرت سرور انام
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور ہے مگر اس صورت مین یہ اجتماع موت
وحیات ایسا ہوگا جیسا وقت حرکۃ کشتی جانشین کشتی کا حرکت وسکون جیسے یہان سکون اصلی ہے
اور حرکت عرضی ایسی ہی وہان بھی حیات اصلی اور موت عرضی ہوگی اسلئے استمرار بھی اگر تسلیم کر لیا جائے
تو کچھ مخالف مطلب نہوگا کیونکہ حیات پھر بھی موجود ہے یا جیسے آب گرم مین اجتماع حرارت کی لئے
برودت حرارت کے لئے دلیل کی کیا حاجت وہ خود مشہود ومحسوس ہے ہان برودت کی دلیل
لیجئے اگر برودت نہوتی تو آگ کو کیونکر بجھا سکتا آگ کے بجھانے کے یہی معنی ہین کہ مادہ حرارت کو
کھو دیا اور نیست ونابود کر دیا مگر ظاہر ہے کہ اضداد کو بجز اضداد عالم اسباب اور کسی سبب سے باطل
اور نیست ونابود نہین کر سکتی مگر یہ بھی تسلیم کرنا ضرور ہے کہ وقت موت حیات انبیاء کرام علیہم السلام
اور بھی شدید ہو جائے کیونکہ جب حیات اصلی اس صورت مین کبھی قبر مین رہنا کبھی آسمان پر نظر آنا

که سراسر باطل اند و بوی از ثبوت نشمیده بیکار بمانند حسان و صحاح و متواترات در کار اثبات بکار اند
اندرین صورت ثبوت فضائل اعمال که از مطالب حسان و صحاح و متواترات فروتر است از ضعاف چه مستبعد
و ظاهر است که در صورت ترک اقتفا فقها به ثبوت و تاکد تراویح معلوم رتبه اش از فضائل نمی فزاید پس اگر حدیث
بست تراویح ضعیف باشد ظاهر پرستان را چه باک در فکر او اگر جگر خون کنند کنند مدعیان تاکد کنند بان اگر
معارض مزعوم کسانیکه درین زمانه درین باره غوغا کرده اند و میگویند که حدیث بست با حدیث یازده متعارض
است سبر هن شود البته ترک بست و اختیار یازده خیلی بجا بود گو درانهم گنجایش گفتگوهای دیگر باشد و پیشتر
از اثبات تعارض از برهمی ملة و برهمی کلمة الاسلام چه سود باقی ماند انیکه جناب ختمی مآب صلی الله تعالے
علیه و آله وسلم در رمضان و غیر رمضان همی یازده را بجا آورده اند چنانچه از حضرت عائشه رض مرویست با انکه حضرت
رسول اکرم صلی الله تعالی علیه و آله وسلم در لیالی سه گانه همی یازده خواندند چنانچه از جابر رض مرویست این حدیث
گو بظاهر با حدیث بست که مرفوع است بنظر ظاهر بینان متعارض نماید اما در حقیقت حکم بتعارض خاسے
از جهل یا عناد نیست اول تراویح را از تهجد باید گفت بعد ازان تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح
مثل صلوة اوابین که بعد مغرب میخوانند و نوافل عشا که در پس و پیش آن خوانده می شوند نوع دیگر و تهجد نوع
دیگر و هر دو حدیث مذکور در باره تهجد است خود ظاهر است که اعتراض تعارض بیکسو خواهد رفت باز چون باتصال
تراویح با عشا را ادا کردن آن در اول شب و افتراق تهجد از عشا که نوم و دیگر اعمال کثیره بمیان می آیند و ادا
کردن آن در آخر شب نظر افگنیم این را موجه می یابیم معهذا در تهجد روایات کثیره از حضرت عائشه مرویست و هم
از بعض صحابه ماثور بعض ازان در صحیحین و بعض در کتب دیگر از صحاح سنت منقول است چنانچه خوانندگان
حدیث همه میدانند پس هر چه ملازمان جناب و منشی سامی جواب آن خواهند داد ازین تعارض هم همان را
قبول کنند بالجمله چنانچه حمل بر تعدد واقع احادیث بخاری و مسلم را موافق باهم توان کرد حدیث بست رکعت
و یازده رکعت را نیز باهم متعانق باید ساخت ازین صورت ضعف حدیث بست در امتثال منطوق آن
مانع نخواهند شد بان اگر امام ابن صلاح لیاقت قبول اقوال از نصوص قطعیه بهم رسانیده اند و کلام الله یا
حدیث باتباع اوشان خوانده و دیگر علما اصول و فقه را این منصب بهم رسیده ما را گنجایش عرض معروض
خویش نیست و اگر اوشان را امام اصول حدیث بایمعنی تصور بده اند که درین فن یکتا روزگار و مردِ این

مکتوب دوم در اثبات تراویح بدلائل عقلی و براهین نقلی

کمترین انام محمد قاسم نام که بیچدانی شعار اوست وطاعة نفسانی کار او بخدمت مجموعه مکارم اخلاق عبدالرحیم
خان صاحب دام اخلاقه سلام مسنون عرض کرده عرض پرداز است که نامه نامی که بنام احقر به نشان
میرٹھ ارسال فرموده بودند از میرٹھ به نانوته و از نانوته بگنگوه و از گنگوه برامپور شده نزدم در اواخر شوال
رسیده ممنونم گردانید نظر بر اهتمام سامی در امور دینیه و آنهم چندانکه در فضائل اعمال و دلائل انچنین باید و دلالت
انچنین چندانکه بر خود نظر نهاکرد که هنوز گرفتار هوا و هوس و هر دم بحکم مساهله کارانیدم بدم می افگنم همان
قدر بر انجناب آفرینها خواندم و گفتم که چون در فضائل اعمال اینقدر را اهتمام است و این مسارعة در دیگر اعمال
عالیه از فرائض و سنن موکده چه قدر ذخیرهای عمده بهم آورده باشند جزاکم الله خیر الجزاء و از همانندم خیال
جوابش عزم مرا می انگیخت و یاس مبارک بدلم می آویخت اما بالائے تکاسل طبع زاد که باستماع عادات احقر از بعض
ملازمان دریافته باشند پریشانی روزگار که هر روز از جای بجای میرفتم و هجوم کار که از کاری برکاری می نشستم
تیز فرصتم نداد که به هیچ اشغال غیر ضروریه پردازم با اینهمه بدیدن سیاق و سباق نامه سامی و مطالعه دلائل
و مقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از هر طرف بوی تعصب و تعمق شمیدم و بظاهر این کار جناب نیست
کسی دیگر است که در پرده نام جناب درین میدان گورانه رفته فرموده امام ابن صلاح را با مدعایش
چه مساس آری اگر اثبات احکام منحصر در صحاح بودے می توان گفت که فلان حدیث اثبات تراویح
نمی توان کرد آری اثبات مطالب بقدر ثبوت دلائل می باشد صحاح بقدر ثبوت خود و ضعاف بقدر
ثبوت خود اثبات مطالب میکنند غرض حسب تنوع دلائل مطالب متنوعه ثبوت میرسند از متواترات
عقائد ضروریه مثل توحید و رسالة و حقیقة کلام الله ثابت می توان کرد و از احاد صحاح این کار نمی آید
و از احاد وجوب اعمال و تاکد سنن باید گرفت از ضعاف این کار نباید گرفت این فرق از کجا خاسته از تفاوت
سند خاسته ورنه نفس حدیث و اضافة نبوی همین خواهد که هر دو را بیک پله باید سنجید مگر ظاهر است که احادیث
ضعیف نه چنان ثابت اند که همسنگ صحاح و حسان گردند نه چنان باطل که همرنگ موضوعات شوند پس لاجرم
مرتبه انها باعتبار ثبوت و عدم ثبوت فیما بین صحاح نے بلکه حسان و موضوعات خواهند بود نه مثل موضوعات

یاوردمی باری قلیل کثیر ازان آویزه گوش سامی میکردم مگرچه کنم کہ نشی سامی بدراستدلالات از حق کناره
سیرود چنانچه قدری معروض شد و قدری اکنون معروض میشود مدار طعن بر روایة موطا برین داشته که
یزید بن رومان زمانه حضرت عمر رضی الله عنه ندریافته سبحان الله چه دلیل است وچه مدعا خلاصه طعن
این بر اید که مرسلات تابعین اعتبار را نشاید اول این را اثبات باید کرد بعد ازان روایة مذکوره را رد
باید فرمود عدم اعتبار مراسیل تابعین اگر تراشیده خویشتن است این را که می پرسد و اگر تقلید دیگر است
بجز امام شافعی کیست که باین طرف رفته امام ابوحنیفه و امام مالک همه بر انند که مراسیل تابعین همه مثل
مراسیل صحابه همه مثل مراسیل صحابه معتبر اند بلکه از سند زیاده چه ترک اسناد دلیل وثوق خود است و ذکر اسناد
بر فهم سامع گذاشتن و گویا العهدة علی الراوی گفتن است اگر از تقلید عار است قول امام ابن صلاح رح
را بدیوار باید زد و اگر تقلید اوشان جائز است امام ابوحنیفه و امام مالک چه تقصیر فرموده اند امام ابن صلاح رح
اگر تاسیس قواعد حفظ و نگاهداشت الفاظ بصیرت حاصل کرده اند امام ابوحنیفه و امام مالک نیز در
تاسیس قواعد محافظة معانی ید طولی دارند و اگر ازین قواعد محافظة معانی بهم نرسیده و در بعض مواقع
بنظر ملازمان جناب علی تقدیر التسلیم معنی مقصود از دست میرود از قواعد محافظة الفاظ نیز این محافظة
علی العموم دیده نمیشود چنانچه از ملاحظه احادیث شریف حضرت رسول الثقلین صلی الله علیه وآله وسلم
هویداست و اگر درین باره بتقلید امام شافعی بر دوشان احسان نهاده اند از ما مبارکباد مگر اند درین صورت
اگر ملازمان جناب اقتفا امام شافعی ورزیده ما گنهگاران اتباع امام ابوحنیفه لازم گرفته ایم اگر فرق است
همین قدر است که امام ابوحنیفه امام اعظم اند بالجمله بتقلید یکی از ائمه مقلدان ائمه دیگر را الزام نباید داد و بادشاه
دست گریبان نباید شد این است جواب انچه که ملازمان جناب بطور قواعد روایة بر بست رکعة طعن فرموده
بودند باقی مطاعنیکه بطور درایة وارد فرموده اند جواب آن چه گویم که خود از دائره فهم بیرون می نماید بجز آنکه
تعصب و تعمق باعث این یاوه گوئیها شده باشد دیگر چه گفته شود و اگر باور نیست باید شنید یکی ازان
مطاعنها اینهم است که اگر بر روایة علیکم بسنتی وسنة الخلفا دست آویخته شود بلحاظ آنکه سنتی وسنة الخلفا
هر دو معروف اند و تکرار مضاف مشعر باتحاد اول یا ثانی میباشد لازم است که سنة الخلفا که اتباع آن در
حدیث اشاره فرموده اند همان سنة نبوی علیه وعلی آله التحیة والسلام و در بست رکعت این امر مفقود است

میدان واین کار بودند در باره محافظة الفاظ حدیث هر قاعده که بنیاد نهند بچشم نهادنی است و هر راهی که
روند قابل گام کشادنی است مارا مسلم مگر اوشان را اگر در محافظة الفاظ حدیث که بغرض محافظة معانی مقصود
است چنانچه جملهٔ فلیبلغ الشاهد الغائب یا جملهٔ فرب مبلغ اوعی من سامع پیوسته بران شاهد
است ائمه اصول فقه را در فن محافظة معانی ید طولی است اوشان دران باره اگر قابل اقتدا هستند
ایشان درین باره لائق اتباع قاعدهٔ بنیاد نهادهٔ ائمه اصول فقه همین است که فضائل اعمال از ضعاف
هم ثابت می توان شد و اگر نیک تامل کرده شود آن موضوعات که نظر بر کذب رواتش در مواقع دیگر از
در موضوعات شمرده اند باین کلیه بالیقین غلط و مخالف واقع نمی باشند فان الکذوب قد یصدق
هم چنانکه جملهٔ صحاح صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشند فان الصدوق قد یخطی و نیز احتمال
دروغ از غیر معصوم چه مستبعد چنانچه در بعض صحاح مشهود و هم همین است ندانی که در بخاری شریف در باب
عمر شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیه وآله وسلم سه روایات باهم متعارض آمده شصت و شصت سه
و شصت پنج و همه میدانند که توافق این روایات باعتبار منطوق خویشتن محال است لاجرم یکی مطابق واقع
و دو مخالف واقع خواهند بود حالانکه باعتبار اصطلاح اصول حدیث هر سه روایات صحیح اند ورنه امام بخاری که
که التزام ایراد صحاح کرده اند در کتاب خود نمی آورده اند این صورت را مرجحی باید که یکی را مظنون الصدق یا
مقطوع الوقوع گرداند و دیگر آن را مظنون الکذب و یا قطعی البطلان گرداند پس مرجح اگر از قسم روایات است
عام است که صحیح باشد یا ضعیف چنانچه ظاهر است و اگر از قسم درایات باشد از اندازه حرکة که یکی از کارهای
نبوی است چنانچه آیة یعلمهم الکتاب والحکمة بران دلالت میدارد بیرون نرفته باشند از نیص هم
حدیث ضعیف هم اگر موید بدرایة شود از مرتبه خود بالا رفته کار دگر خواهد کرد چنانچه آیة واذا جاءهم
امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم
لعلمه الذین یستنبطونه منهم برین قضیه گواه هم موجود است چه اخبار مشار الیها اگر از قسم صحاح بودی
اذاعة را محل طعن نمی شد و اگر در آیة درایة موید ضعاف نمی شد جملهٔ لعلمه الذین یستنبطونه چه معنی
داشتی اکنون معروض آن است که روایة بست رکعة نیز بزعم احقر موید بدرایة است و معارض کدام
روایة نیست اگر اندیشه که بدان اشاره کرده آمده ام سد راه قلم نبودی اگر همه مافی الضمیر خود زیر قلم

میکنند علاوه برین نصوص قطعیهٔ قران شریف وحدیث راکه در بعض مواقع برجمع محلی باللام مستعمل مینمایند
مثلاً ان الله لا یضیع اجر المحسنین چه جواب خواهند داد کدام است که نمیدانند که اینجا اجر مجموعه مراد نیست چه
یک محسن هم اگر بعالم باشند تاهم اضاعت اجر او نخواهند شد و نیز باید که بر طبق فهم منشی جناب اجر همه محسنین یکی
باشد وآن هم چند آنکه تعدد شخصی را دران گنجایش بود نه تعدد نوعی را اجمال چه عطا را برکیباره خواهد شد مثل
صلوات که تعدد از منه واختلاف مکرر سه کره مطلوب می شود تعدد از منه مختلف نخواهد شد همچنین در جاهد
الکفار والمنافقین لازم است که جهاد مجموعهٔ کفار ومنافقین مراد باشد اندرین صورت یا حضرت رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم را باید گفت که ازینجهان بے ادار فرض تشریف بردند یا بر خداوند احکم الحاکمین
نعوذ بالله عصه باید کرد که اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد که ادائیش نتوانستند وعیب عدم امتثال
ازین جهان بردند نعوذ بالله من سوء الفهم وازین هم درگذشتیم اذان ثالث جمعه بشهادهٔ صحیحین سنة حضرت
عثمان ذی النورین است رضی الله عنه پیشتر از زمانه اوشان فقط بآن دو اذان اعنی یکی اذان خطبه دویم
تکبیر بود پس از سنة الخلفاء در حدیث مذکور اگر سنة همه خلفاء بطور مذکور مراد باشد لازم آید که اذان مذکور داخل
بدعت شود چه نه سنة نبوی ست نه سنة خلفاء بطور مذکور واین التزام بدعة اندرینصورت نه تنها
بر حضرت عثمان رض خواهد بود بلکه جماعه صحابه رضوان الله علیهم اجمعین که دران زمان حاضر بودند مبتدع خواهند
شد ومیدانی که این همان گناه وهمان عیب است که رفاض وشیعه از دائره سنت وجماعه بدان بدر
رفتند وازنیهم باید گذشت در آیه اولئک الذین هدی الله فبهدیهم اقتده ضمیر هٰهم راجع بسوی الذین است
یعنی این شد که روش آن کسانیکه ذکر اوشان کرده ایم باید گرفت غرض لفظ هٰهم در قوة هدی الذین
شد ومعلوم ست که مخاطب باین حکم جناب رسالتمآب صلی الله علیه وآله وسلم اند ومشار الیه بموصول
انبیاء مذکور الصدر که منجملهٔ آن حضرت موسی علیه السلام وحضرت داوٗد علیه السلام هستند وموافق
این خطاب واین ارشاد حضرت صلی الله علیه وآله وسلم در روزهٔ عاشوره اقتدا به حضرت موسیٰ ع
کردند ودر سجدهٔ تلاوة سورهٔ ص اقتدا به حضرت داوٗد علیه السلام کردند واگر سجده سورهٔ ص اقتدا بحضرت
داوٗد علیه السلام نگویند وگویند که سجدهٔ حضرت داوٗد علیه السلام بجهة استغفار وسجدهٔ حضرت سید ابرار
صلی الله علیه وآله وسلم جهة شکر پروردگار که مارا ازین قسم ابتلاء محفوظ داشت در اقتداء حضرت موسیٰ علیه السلام

میگوئیم که اول این قاعده نزد علما اصول کلیه نیست تا با تبلع اوشان ملازمان مخدوم را گنجایش طعن بهم رسد
ومارا فکر جواب باعث تردد شود دوم اینجا فقط لفظ سنت مکرر آمده آن بذات خود نکره است وتکرر نکره باعتراف
همان کسان که تکرر معرفه را مشعر بر اتحاد شمرده اند مشعر تغایر است نظر برین لازم که سنة الخلفاء غیر سنة نبوی
علیه الصلوة والسلام باشد ویای متکلم ولفظ الخلفاء اگر معرفه است یکی هم ازان مکرر نیست واگر نظر بر معرفیة
عرضیه است آن معرفه خود از معرفه دیگر مغایر شده چنانچه آن دو بذات خود متغایر اند این وآن معرفه نیز متغایر
خواهند بود وجهش چنانکه والی انیست که محکوم علیه حقیقی در صفات عرضیه همان موصوف بالذات میباشد پس
اگر موصوف بالذات چیز واحد است صفت عارضیه نیز چیز واحد خواهد بود واگر دو شی متغایر است صفات
عارضیه راهم دو شی متغایر باید پنداشت پس اگر سنتی وسنتی مکرر می آمد یا سنة الخلفاء وسنة الخلفاء مکرر
می شد این گفتگو را بظاهر حیلی بجا گفته می شود وباینهمه در ابناءنا وابناءکم بلکه در انفسنا وانفسکم که در کلام الله
یک جمله مکرر آمده چه خواهند فرمود سبحان الله باینچنین ابله فریبها واین لن ترانیهای دور ودراز علاوه
برین همه اهل فهم را درین قدر اتفاق است که عطف مقتضی تغایر می باشد تا وقتیکه تغایر حقیقی یا تغایر اعتباری
بدست نیاید عطف نتوان کرد دوم آنکه طعن لام تعریف در جمع مفید استغراق می باشد اند درینصورت
لازم است که جمیع خلفاء مراد باشند پس سنة الخلفاء که اشاره بالتزامش فرموده اند می باید که سنت
همه خلفاء راشدین باشد وبست رکعت اگر هست سنة حضرت عمر هست سنة حضرت ابی بکر نیست
این اعتراض از همه افزون تر است ماشاء الله فهم مطالب همچنان باید ونکته فهمی کم از فهم اینقدر شاید
مخدوم من اینقدر مسلم که جمع محلی باللام از الفاظ عموم است ولام تعریف در جمع اکثر مفید استغراق
می باشد امامنشاء آن مخدوم ندانم معنی اجتماع از کدام پهلو می برآرند واین تحقیق از عقل یا از نقل از
کجا می نگارند مفاد استغراق همان مفاد کل افرادی می باشد نه مفاد کل مجموعی تا این مطلب باین
دلیل مربوط می شد وظاهر است که در کل افرادی حکم راجع بهر فرد جداگانه می باشد آری در کل مجموعی
حکم قضیه راجع بجانب مجموع میگردد وافراد را ازان سروکاری نمی بود وآنچه منشی جناب فهمیده اند محصلش
همین ارجاع حکم بجانب مجموع است ازین تا آن فرقی هست که بفرق زمین وآسمان تعبیرش توان
کرد باینهمه حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم را حکم باید کرد وباید دید که چسان فیصله این نزاع

قرآن شریف متعلق مانند اما طوریکه باختیار آن مطاعن بجانب صحابہ عائد شوند واحادیث باہم متعارض شوند
وروش قرآنی مکذب آن شود ہرگز پسندیدہ خدا ورسول نیست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطرزی کہ ایجاد مجتہد
مذکور ست ہمچنین است چنانچہ عرض کردہ شد دیگر آنکہ ہر کہ قصد عمل بالحدیث کند آنرا باین چنین اجتہادات
چہ کار اگر ارادہ عمل بالحدیث باین معنی است کہ ہر چہ در ظاہر احادیث یابند بران عمل کنند آن مقصد مقتضی
این است کہ رائے خود یکسو نہند ودرپی عمل شوند ورنہ رای وعقل پیشینیان بہر حال اولی وافضل تر ہست
واگر قصد عمل بطور رای وعقل است پس اندرینصورت بر مجتہدان سابق ومقلدان اوشان چہ طعن
واللہ الموفق لنا ولکم اگر حرفے نازیبا از قلم احقر صدور یافتہ آنرا از قبیل جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا بلکہ کمتر ازان بہ
چہ مضامین نامہ سامی در پردہ استدلالات معلومہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گذاشتہ نہ
صحابہ کرام را رضوان اللہ علیہم اجمعین

مکتوب سوم حضرت مولانا رشید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خانصاحب عبد الرحیم خان سلمہ بعد سلام مسنون آنکہ نوازشنامہ سید در باب تراویح
آنچہ تحریر بود ظاہر وتبادر ازان چنین می شد کہ مقصود استفسار مسئلہ نیست بلکہ اعلام والزام تحقیق خود
است لہذا در تحریر جواب تامل ماند آخر الامر چنان مناسب معلوم شد کہ اشارۃً چند فقرہ عرض کنم از تسلیم وغیر
تسلیم کاری نیست لہذا در تحریر جواب دیر شد بر اہل علم پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان وقیام لیل فی الواقع
یک نماز است کہ در رمضان برای تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شدہ وہنوز عزیمۃ در ادایش آخر
شب است ودر قیام لیل فخر علیہ السلام چنانکہ یازدہ رکعت وکم ازان ثابت شدہ اند سیزدہ رکعت سوائے
سنۃ فجر ہم در صحیحین موجود اند دہ رکعت نفل از روایۃ ابن مسعود از قول ابن عباس فصلی رکعتین ثم
رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر نزد حنفیہ دہ رکعۃ نفل وسہ وتر آنانکہ
وتر را یکرکعۃ قرار دہند دوازدہ رکعۃ نفل ثابت اند وقضاء آنجناب دوازدہ رکعت را در روز اگر بہ شب
تہجد فوت میشد ہم معین دوازدہ رکعۃ نفل است واین ہر دو صحاح موجود است باید دید پس می بایستن
کہ محدثین زمان را در دوازدہ رکعۃ تردد نمی شد وسنیۃ آن یقین می بود نہ قصر بر یازدہ مع الوتر وعند ما

در روزهٔ عاشوره کلام نیست چنانچه لفظ حدیث نحن احق بموسی او کما قال بران گواهست گو بوجه دیگر
از پیشتر هم این روزه معمول حضرت صلی الله علیه وآله وسلم باشد آری اگر اجتماع وجوه کثیره در یک عمل
محال بودی مضائقه نبود مگر ما سوای این نه عقل است چنانچه دانی و نه نقل چنانچه انما نکل امر مانوی
میخوانی و میدانی که از همین جا تضاعف ثواب صلهٔ از صدقه می برآید چنانچه ماهران حدیث می دانند
الغرض این قسم سنن فقط یک دو نبی است سبب جملهٔ انبیاء هادی همه مرسلین مذکورین نیست اند
درینصورت در حدیث اقتدوا بالذین من بعدی که لفظ الذین واقع است همان عموم خواهد بخشید
که الذین واقع آیة مذکوره بخشیده فرق اگر هست فرق تثنیه و جمع است مگر این قسم فرق در تبدل
ماهیة مضامین و لوازم آن کارگر نمی توان شد پس چنانکه در آیة مسطوره سنت یک نبی قابل اتباع
برآمد اینجا سبب یکی خلیفه ازان دو که درین حدیث مراد اند لایق اتباع و اقتدا خواهد بود هان اگر اینجا لفظ
اقتدا نبودی شاید مجادلان را گنجایش زبان کشائی می بودمی توانستند گفتن که در اقتدا و اتباع مثلاً
فرق هست این هست آنچه که بطور عجلة و نظر سرسری در استدلالات مجتهد جناب مفاسد بنظر این هیچمدان
درآمده الکنون التماس اینست که نظر باین تعصب و تعمق که در اجتهاد مجتهد صاحب یافته نگاشته
ام از تحریر جواب اصل مسئله دست کشی اولی دانستم چه اگر چیزی مینویسم لاجرم تنقیح و تصحیح آن و سنجیدن
به حوالهٔ همان صاحب میشد که باین راه رفته اند او شان اول بارکدام نا انصافی گذاشته اند که باین
بار کوتاهی خواهند فرمود بیت تو کار زمین را نکو ساختی * که با آسمان نیز پرداختی * ورنه در
اواخر رمضان شریف بتکلیف مولوی احمد حسن امروهی که یکی از احباب احقر اند چیزی درین باره نوشته
بامروهه فرستاده بودم از و شان نقلش بهم رسانیده میفرستادم لیکن چه کنم که بنظر انصاف معذورم
دیگر آنکه اینچه که بلفظ مضامین شعریه بآن اشاره فرموده اند میخواهم که نقلش اگر ممکن باشد بمن ارزانی
فرمایند تا شاید چیزی زیر این پرده باشد باقی عرض دیگر این است که بندهٔ کمترین عاملان بالحدیث
را بشرط فهم بد نمی انکار و بلکه این را شعار ایمان می داند لیکن این چنین بدفهمان را که مضامین نامه سامی
ریختهٔ قلم او شان است هرگز عمل بالحدیث روا نمیدانند چنین کسان منجمله تضلیل بکثیر اهستند والعاقل
تکفیه الاشارة الغرض راهی اختیار باید کرد که بر اکابر صحابه طعن نیفتد و دین برهم نشود و احادیث باهم و

چہ بالا نوشتہ ام کہ قیام لیل محدود نیستند ورنہ ہرگاہ بحدیث صحیح ثابت شد کہ فخر عالم علیہ السلام گاہی ماکامل غیر رمضان صائم نبود و نہ ہیچ ماہ را از صوم خالی گذاشتہ اگر کسی تمام ماہ روزہ دارد تنفلاً مخالف سنتہ گردد و گرفتار بدعۃ معاذ اللہ باید کہ حضرت عمرؓ و علیؓ و دیگر صحابہ و تابعین باعتراف ترمذی وغیرہ بسبب تقریر زیادۃ عدد رکعات اہل بدعۃ شوند استغفر اللہ و بسیار امور نفل از صلوۃ و صوم و زکوۃ و حج و ذکر و تسابیح بدعۃ شوند تامل درکار است اہل علم را چنان فرمودن سخت نازیبا ست مابین لفظ مخالف و موافق و محدود و غیر محدود و بدعۃ و سنتہ امتیاز واجب است و چونکہ در حدیث علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین ارشاد جناب رسالۃ علیہ الصلوۃ است کہ چنانکہ سنتہ مرا التزام کردن بر شما است سنتہ خلفاء را ہم التزام ضرور است و مراد از سنتہ خلفاء امریست کہ انجناب صدور آن نشد و از خلفاء وقوع آن شدہ و آن ہرگز خلاف کلیات شرع نمی خواہد بود بلکہ موافق سنتہ و مستنبط از ان لہذا این بست رکعت ہم مندوب و سنتہ شدند و بدعۃ گفتن آن سخت نازیبا کہ ہیچ عالمی چنین نگفتہ اری آنچہ خلاف است دران است کہ زیادۃ بر آنقدر کہ آنجناب علیہ الصلوۃ خواندہ اند آیا سنتہ موکدہ اند یا مستحب ازین بعد آنچہ درین حدیث افادہ فرمودہ اند بلکہ مراد از سنتہ خلفاء سنتی است کہ عین سنتہ نبویہ باشد از عجائب روزگار ہست چرا کہ اگر مراد از عینیۃ آنست کہ بعینہ آن فعل را آنجناب علیہ السلام عمل در آمد فرمودہ مسنون کردہ باشند پس می پرسم کہ درین صورت خاصہ تقریر خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسی را از خلفاء رجال نشیب و فراز داشتہ یا نسخ و تبدیل آن میرسد تا سنتی کہ سنتہ خلفاء کرام وغیر آن را ترک کنیم و اگر مراد از عین آنست کہ مستنبط از سنتہ بود یا نظیرش در سنتہ موجود باشد و موافق کلیہ شرعیہ بود مثل جمع قرآن شریف و ترتیب سور آن مثلاً لاریب این امر مسلم صحیح است مگر این زیادۃ رکعات را ندانم کہ بچہ وجہ مخالف سنتہ قرار دادہ خواہد شد و آنچہ از اصول قاعدہ اعادہ معرفہ تحریر یست در تلویح این بحث را باید دید کہ این قاعدہ کلیہ نیست و خلاف این بسیار موجود ست این قاعدہ آنجا بود کہ قرینہ خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنتہ الخلفاء بر لفظ سنتی مغایرۃ را می خواہد و مقصود جناب رسالت علیہ السلام ازین التزام سنتہ الخلفاء خود ست مرامتہ را مثل سنتہ خویش چنانچہ در حدیث دیگر فرمودہ فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر بلکہ در حدیثی باقتدائی جملہ صحابہ فرمود اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم و ہمچنان آنچہ لام استغراق فہمیدہ اند نہ اینمعنی است کہ آنچہ سنتہ مجموعہ خلفاء باشد

صحابہ ہم چنانکہ یازدہ از سائب نقل می فرمانید از اعرج امام مالکؒ در موطأ دوازدہ رکعۃ نقل و ایں ہمی فرمانید
چنانکہ در مشکوٰۃ موجود است ندانم کہ چرا بر سامی مخفی ماند خلط کردم جناب را فعل صحابہ بمقابلہ سنت حضرت
فخر عالم بزعم مخالفہ حجت نیست و این نیز بر اہل علم واضح است کہ نفس قیام رمضان را آنجناب سنتہ فرمودہ
اند و تحدید عدد در کعات آن نہ فرمودہ کہ کمی و زیادۃ دران روا نباشد چنانکہ در فرائض و در روایت سنن ست
ورنہ اختلاف در ادای عدد آنہا واقع نشدے لہذا ہر قدر کہ زیادۃ در عدد رکعاتش بود موجب اجر است
نہ باعث گناہ و ابتداع و ہیچ حدیث در منع آن وارد نیست بلکہ حدیث علیک بکثرۃ السجود مطلقاً استحسان
کثرت رکعات نوافل روز و شب می فرماید البتہ جائیکہ شارع تحدید فرمودہ چنانکہ در فرائض و سنن روایت
نقصان و زیادۃ دران روا نیست و معہذا اگر قبل آن یا بعد آن در محل نوافل کسی نوافل تنفلاً خواند
بدون اعتقاد سنیۃ آنہا کسی است کہ او را منع فرماید و بدعۃ گوید پس ہمچنان در تہجد و قیام رمضان زیادہ
رکعات را چہ اندیشہ خواہد شد و آنچہ در عدد رکعات تہجد فخر عالم علیہ السلام تحقیق است از ان رواست کہ فعل
آنجناب محقق گردد کہ چیست نہ آنکہ زائد از ان بدعۃ است صرح بہ النووی فی شرح المسلم برین قیاس است
سائر سنن کہ اصل آنرا شارع علیہ السلام سنت فرمودہ و تحدید دران نفرمودہ مثلاً تسابیح رکوع و سجود
کہ دران زیادۃ از قدریکہ آنجناب میگفتند بدعۃ ہست و قرءۃ قرآن کہ زیادہ از مقرر آنجناب است در فرض
و نفل بدعۃ نخواہد بود و علی ہذا در ہمہ این قسم امور ازین است کہ علماء قاطبۃ اگرچہ سنۃ موکد ہمون قدر را گفتہ
اند کہ بران قدر چہ سنتہ نزد شان صادق آید مگر زائد را دران بدعۃ ندانستہ خصوصاً زیادتی کہ از صحابہ ثابت شدہ
چنانچہ روایات عدیدہ مختلفہ سامی دیدہ باشند تعامل عشرین پس در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارشاد
و تقریر آنجناب معمول شد چنانکہ در موطأ مالکؒ مرویست و خدشہ انقطاع بر محل خود نیست چراکہ یزید بن
رومان تابعی ثقہ اند و ارسال ثقہ مقبول میباشد مالک و محدثین سلف را ہمین مذہب است اگرچہ شافعی
واحد دران کلام کردہ اند کتاب ابی داؤد بسوئی اہل مکہ و دیگر کتب اصول حدیث مطالعہ نمانید معہذا حدیث
صحیح بیہقی کہ صاحب فتح روایۃ آن فرماید موید اوست و مزیل شبہ انقطاع و ترمذی در جامع خود از حضرت
عمر و علی و غیرہما من الصحابۃ روایت آن میکند پس اکنون در ثبوت عشرون از آنجناب رضی اللہ عنہ
چہ تردد ماند و این زیادۃ را مخالف سنتہ پنداشتن نہایت موجب تعجب است کہ ہیچ اہل علم چنان فرماید

باشند قال رد المحتار ناقلا عن شرح المنية قال مترتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة انتهى ونحو حديث
عليكم بسنتى الخ ناظر بدين است چراکه رعايات تقدم وتاخر در کلام بلغا ربلا وجه نباشد خصوصا کلام با انتظام
سرور انبيا رتاج الفصحاء والبلغاء پس تقدم سنتى وتاخر سنة الخلفاء مع اشارات دقيقه ديگر کمال اکد اول
از ثانى مى خواهد چنانچه از آيت ان الصفا والمروة من شعائر الله خود رسول صلى الله عليه وآله وسلم
تخراج فرموده اند ارشاد کرد که بدايه مى کنم بدانکه بدايه کرده حق تعالى باو در ذکر کما هو فى الحديث پس اينجا
تقدم زمانى است وآنجا تقدم فى المرتبه بهر حال از تقدم ذکر تقدم رتبه مستفاد ميشود واما مواظبت آنحضرت صلى الله
عليه وآله وسلم بچيزى بطور فرض اگر از خصوصيات نيست بر امت هم فرضيه را مى خواهد واگر از خصوصيات
باشد ليکن امت از ان ممنوع نباشد پس اين مواظبت سنيّة را نمى خواهد بلکه استحباب مقتضاى اوست چنانچه
تهجد که نزد بعض بر ان حضرت صلى الله عليه وآله وسلم فرض بود وامت را مستحب مگر چون دليل ديگر بر تاکد
اين فعل بر امت پيدا آيد البته آنگاه سنة خواهد شد مثل تراويح که هر چند نزد همون قائل فرضيه تهجد بر آنحضرت
صلى الله عليه وآله وسلم تراويح نفس تهجد است على التحقيق مگر چونکه برين تهجد مشخص باين هيئة کذائيه
مواظبت صحابه پيدا آمد بدليل قولى تاکد پيدا کرد وهو قوله عليه السلام عليکم بسنتى الخ واگر نيک ديده آيد
مواظبت فعلى حکمى هم بر تراويح از رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هم توان ديد چراکه رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم چند روز خوانده عذر ترک آن فرمود که مبادا بر امت واجب شود ودر حرج افتند بهمانا که فعل اورا
گاه گاه وترک او را لعذر مواظبت حکمى دارند قال رد المحتار والمراد ايضا المواظبة ولو حکما لتداخل التراويح
فانه صلى الله عليه وسلم بين العذر فى التخلف عنها قاله الطحطاوى عن ابى مسعود انتهى وليس حد محرره سائل
بر جمعيت خو. اند وبر راى کسيکه فرضية تهجد را بر آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم منسوخ گويد چنانچه قول
حضرت عائشه رض هست رواه مسلم فى سننه پس مواظبت تهجد دليل سنت موکده خواهد بود ودلائل قوليه
ناظر استحباب مگر تهجد رمضان که تراويح است بدليل قولى سنت موکده خواهد ماند والله اعلم **جواب**
سوال دويم آنکه بست رکعت تراويح در زمان خيريت نشان حضرت عمر رضى الله عنه قرار يافته
اول يازده رکعت مع وتر خوانده شد پس در آخر امر بر بست وسه مع وتر قرار يافت رواه مالک فى
الموطا بسند صحيح وآنچه سنت خلفا باشد تاکد آن از جواب اول واضح شد باقى ماند اينکه همه موکده باشند

بشرط اجماع ہم علیہا آنرا قبول سازید و امریکہ یک دو خلیفہ مثلاً کردہ باشند ترک کنید درین صورت آنچہ باقتدای
شیخین حکم است ناتمام خواہد شد کہ دو خلیفہ را دران ذکر فرمودند ہمہ را و حدیث نجوم مخالف آن خواہد شد
و ترتیب مصحف عثمانی بدعۃ خواہد شد چہ خلیفہ اول جمع آن کردہ بودنہ ترتیب آن و مسئلہ عول و تحدید حد شراب
و دیگر امور کہ در زمان حضرت عمرؓ قرار یافتہ اند ہمہ خلاف سنۃ خواہند شد معاذ اللہ بلکہ مراد آن است کہ سنۃ ہمہ
خلفا را التزام سازند چنان نکنید کہ سنۃ بعض آنہا گیرید و بعض آنہا نگیرید قال اللہ تعالی یا ایہا النبی جاہد
الکفار والمنافقین کہ معنی بر آن آنست کہ با جمیع کفار و منافقین جہاد باید پس حسب فہم سامی باید آنجناب
امر الٰہی نکردہ باشند کہ با تمام کفار عالم جہاد آنجناب واقع نشدہ و چہ ضرورت است کہ در حدیث لام لام استغراق
باشد میگوییم کہ لام آن لام عہد خارجی است کہ خلفا خمسہ معہودہ را مراد داشتہ فرمودہ اند کہ طریقۂ ایشانرا
قبول کنید و ہیئۃ اجتماعیہ از حدیث فہمیدن ہمانا کہ محاورہ کلامیہ ندانستن است پس بہر حال آنچہ در ترجمہ
حدیث نوشتہ اند ہر دو تقریر بر محل خود نیستند زیادہ چہ عرض کردہ آید و در بعض دیگر جا ہم در صحیفہ سامی
محل کلام است مگر بندہ را با اصل مسئلہ کار است و از تقریر زائد غرض نیست اکنون کہ بست رکعت تراویح
از فعل خلفا ثابت شدہ اند عمل بران موجب سعادت است و بدعۃ فہمیدنش محض بیجا البتہ زائد از ہشت
رکعۃ را بعض مستحب دانستہ اند و بعض موکدہ گفتہ اند این مسئلہ خلافیہ قدر است کہ ما را درین گفتگو ضرور
نیست واللہ تعالی اعلم فقط **سوال اول** ہرگاہ در تعریف سنۃ مواظبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مع الترک احیاناً ماخوذ است و انہم ظاہر است کہ بر تراویح مواظبت کذائی ثابت نیست پس بر سنیۃ
آن از کدام دلیل اطمینان کردہ شود و آنقدر رکہ بران مواظبت ثابت است ہمان ہشت رکعات تہجد
ہستند لاغیر پس باید کہ ہمین قدر سنۃ باشد و زیادت بران روا نباشد فقط **سوال دوم** اینکہ این
دوازدہ رکعات کہ بر ہشت رکعات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افزودہ شدند آیا در تاکد ہمان
مرتبہ ہستند کہ آن ہشت رکعات را حاصل است یا ازان مرتبہ فروتر فقط **جواب سوال اول**
اینکہ ہرچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بران مواظبت فرمودہ باشند سنت موکدہ می باشد لقولہ
علیہ السلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین نعم تاکد یکہ در مواظبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہر چیزے پیدا شد در مواظبت اصحاب کرام نیست چرا کہ مراتب سنت موکدہ در تاکد متفاوت

دیث وتفسیر بود آنرا در راه گذاشته بوطن رفتن آن کدام ضرورت باشد که خوبیش از خوبی این دولت بے
ہا چنین زیادہ بنظر آمد کہ یکبار افتان خیزان رفتند عنایت فرمائے غم ورنج دنیا ہمیشہ ہمین سامی آیند
میروند کار عقل آن است کہ مقصود را از دست ندہد جوہر ذاتی و وراثت نبوی را گذاشتن و قلیل را از
تاع قلیل گرفتن کار خردمندان نیست سرمایہ استحقاق خلافت حضرت آدم علیہ السلام ہمین وفور
علم بود ورنہ در معصومیت ملائکہ و فساد بنی آدم کلام نبود مصلحت دیدمن آن ہست کہ اگر علم را شروع کردہ
اند ناتمام نگذارند در ششماہ یا یکسال کتب باقیہ ہم انشاء اللہ تعالی تمام خواہند شد اگر این اضطراب
و تلون بود در اول امر کدام کس خبر کردہ بود کہ شروع کردند گستاخی معاف باد بہمہ یاد آوران خصوصاً
برادران و میرزایان و مولوی عبدالرشید صاحب و مولوی تمنا صاحب و اگر جناب حافظ صاحب ہم
تشریف فرمای مرادآباد باشند یا اتفاق حاضری خدمت جناب مفتی صاحب شود از من سلام
عرض دارندہ

مکتوب پنجم در جواب سوال حافظ بشیر الدین صاحب مرادآبادی

سوال زید نے بحالت لاعلمی ملک عمرو کی رہن رکھی اور قبضہ اوسپر کرلیا منافع اوسکا اپنی صرف
مین لاتا ہی ہنوز میعاد رہن کی منقضی نہین ہوئی تہی کہ بعض اشخاص نے کہا منافع رہن کا حکم سود
مین ہی ۔ زید اس امر کی تحقیق چاہتا ہی کہ فی الحقیقت یہ منافع رہن حکم مین سود کے ہی یا نہین در صورت
سود ہونیکی زید جو منافع بہ نیت زر اصل اپنی کی خرچ مین لایا ہی اوسکو بروقت فک رہن کے عمرو کو
وضع کردینا ضرور ہی یا نہین مثلاً پانسو روپیہ عوض رہن ہی زید سو روپیہ اپنی صرف مین لایا تو چارسو
روپیہ بروقت فک رہن کے عمرو سے لیلوے اور سو روپیہ منافع کے اوسکو وضع کردیوی اگر زید زر منافع
بروقت فک رہن عمرو کو ادا کرے اور عمرو قبل اپنی منافع کے معاف کردیوی یا بعد لینے کے زید کو دیدیوے
جائز ہی یا نہین شرعاً ایسا ہو کہ زید کل روپیہ اپنا عمرو سے لیلیوی اور تمام زر منافع رہن زید کو جائز ہو جاوے
غرضکہ زید کو کسی طرح برات گناہ سے ہو سکتی ہی لہذا مکلف خدمت عالی ہون کہ اس مسئلہ مین جو بحکم
شرع شریف کا ہو ارشاد فرمائے اگر مرتہن زر منافع بوقت رہن رکھدینے کے بعوض محنت اور خبرگیری

یا بعض پس صاحب ہدایہ وغیرہ ہمانند کہ ہمہ موکدہ اند و قدوری گفتہ کہ بعض آنچہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ثبوت یافتہ موکدہ باشند و آنچہ زیادہ بران در زمان عمر رضی اللہ عنہ قرار یافتہ مستحب بود ابن ہمام ہم ہمین میل
دارد ہر چند ابن ہمام را علماء جواب دادہ اند مگر از تقریر بندہ جمع بہر دو قول توان کرد کہ مراد قدوری از استحباب
مزید کی تاکد نسبت بہ ہشت رکعت و مراد ہدایہ تسویہ در نفس تاکد است نہ قدر آن چراکہ تاکد کلی مشکک است
وحدیث علیکم بسنتی الخ دلیلی است بس کہ بعد آن حاجت نقل دیگر نیست و بعد ثبوت روایۃ موطا کہ اصح
الکتب فی الحدیث در طبقہ اولی است و ہم پلہ بخاری حاجۃ کتب نیست ہمین معمول خواہد بود و مذہب مالک
رحمۃ اللہ علیہ ہم ہمین باشد مگر تاہم آنچہ کہ زیادہ رکعات از دیگر ائمہ آمدہ اند موجہ توان شد کہ مثلاً بعد ہر ترویحہ
اہل مدینہ چار رکعت میخواندند بست رکعت فرادی زائد شدند و جملہ چہل شدند و انہا را ہم مجازاً در تراویح
شمردند و اہل مکہ بعد ہر ترویحہ اسبوع طواف کردند و دو رکعت طواف خواندند دہ رکعت فرادی مزید شد
سی رکعت را مجازاً تراویح شمردند و بعد بست رکعت قبل وتر بعض گاہ کہ اربع رکعات را ترک کردہ در دعوات
مشغول ماندند شانزدہ رکعۃ مزید شد سی وشش گردیدند و یک اسبوع را قبل وتر اگر کم کردند دو رکعت کم شد
بست ہشت شدند و بست رکعت خود امری است ثبت و محقق از فعل صحابہ و یازدہ از فعل سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اکد از بست است الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ در آخر زمان عمر رضی اللہ
عنہ ثابت شدہ پس سنّت باشد و کسی کہ از سنیۃ آن انکار دارد خطا است واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم واحکم فقط

راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی۔

مکتوب چہارم بنام مولوی صدّیق صاحب در فضیلت علم

بندۂ ہیچمدان محمد قاسم بخدمت بابرکت و سراپا عنایت مولوی محمد صدیق صاحب زادکم اللہ علماً وکمالاً
پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ سرمایہ منّت و موجب یادآوری ہا شد شکر عنایت
احباب نتوانم و طرز مکافات محبت ندانم این یک دعا نارسا است کہ تہیدستان دین و دنیا را سوای
آن سرمایہ دگر نیست اگر بدرگاہ بی نیازی میرسید و نعیم نہ بود مگر تاہم از خود دریغ نیست خداوند کریم بمقاصد
دلی برساند مگر دنیا را اگر بنیم پیش عاقلان متاع قلیل است رو بسوی او چہ کنند باقی ماند این رکن اعظم از

سلام عرض کر دینا اور جناب حافظ عبدالعزیز صاحب سلمہ اللہ سے اگر نیاز حاصل ہو تو میرا سلام یاد رکھنا سوا آنکے مولوی سید عبدالرشید صاحب اور مولوی تمنا صاحب اور مولوی محی الدین خان صاحب اور مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب وغیرہم سے بھی یاد رہے تو سلام عرض کر دینا اور مرزا حمایت علے بیگ صاحب سے بعد سلام مسنون مضمون مرقوم بالا گذارش کر دینا فقط راقم محمد قاسم

مکتوب ہفتم بنام مرزا محمد عالم بیگ صاحب در باب عمل کشایش رزق واداے دین

سراپا عنایت سلامت السلام علیکم ۔ آج گیارہوین رمضان کو آپکا عنایت نامہ پہونچا عبادۃ مین دل نہ لگنا کسی خطا کی سزا ہے استغفار اور لاحول کی کثرت چاہئے باقی قرض کے ادا کے لئے کسی عامل سے پوچھئے مجکو عملیات مین دخل نہین اگر ہو سکے تو جناب مولوی اکبر علی خانصاحب کی خدمت مین حاضر ہو کر حال عرض کر دو اداے قرض کے لئے جو کچھہ فرمائین اوسکی تعمیل کرو اور کشایش رزق کے لئے جو کچھہ ارشاد فرمائین اوسکو یاد رکھو ہان اُس سے پہلے پہلے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَامَلْجَاءَ وَلَامَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پانچ پانچ سو بار پڑہ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑہ لیا کرو اور پڑہتے وقت یہ دہیان رکھا کرو کہ مین اپنے اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہون اور دل و زبان دونون سے عرض مطلب کر رہا ہون ۔ مرزا قادر بیگ صاحب مرزا محمد نبی بیگ صاحب کو یاد رہے تو سلام کہدینا اور سوائے اُنکے اور کوئی احباب مین سے ملجائے اور یاد آجائے تو اُن کو بھی فقط ✦ ✦

مکتوب ہشتم در باب علاج ہوس دنیا

سراپا عنایت مرزا محمد عالم بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم آج پندرہوین تاریخ جمعہ کے دن تمہارا خط پہونچا کیفیت حال معلوم ہوئی مین پچھلے دنون اثنار سفر مین بیمار ہو گیا تھا اوس مرض سے شفا تو اثنا راہ ہی مین ہو گئی تھی مگر جلسے کسی نہ کسی قسم کی خلش چلی جاتی ہے

ملک مرہونہ کے راہن کو بخشاری جیساکہ عبارت معمولی رہننامہ مین ہوتی ہی جواب سراپا
عنایت حافظ بشیرالدین صاحب - السلام علیکم رہن کی آمدنی جو زمانہ حال مین کہائی جاتی
ہی از قسم سود ہی ہرگز حلال نہین اور اس قسم کے الفاظ لکہد نیسے سے کہ مینے حلال کیا اور
بخوشی دیا یہ آمدنی حلال نہین ہوجاتی بخوشی دینے کے لئے ایک مرتہن ہی ملے تہا اور کوئی
جہان مین مستحق ہی نہ تہا بلکہ سب جانتے ہین کہ یہ دنیی دلانیکے تحریرین فقط بغرض قرض
اور بطمع کاربراری ہوتی ہین خدا تعالی ان حیلون کو خوب سمجہتا ہی وہ دل اور تہ دل کی
باتون کو جانتا ہی غرض ان حیلون سے تو توقع حلت دور از فہم وعقل ہی ہا اگر آمدنی اشیاء مرہونہ
کو پورا پورا مجرا دی اور قرض مین محسوب کرے تو البتہ وہ کہایا ہوا حلال ہوجاتا ہی مگر اس صورت
مین بقدر قرض پہونچ جانے کے بعد راہن بری الذمہ ہوجائیگا اور مرتہن کو شی مرہون سے
کچہہ علاقہ نرہیگا - فقط جن جن صاحبونکا سلام لکہا تہا میری طرف سے اونکو بہی اور سوا
اونکے اور ملنے والونکو بہی بشرط یاد سیر اسلام کہدینا فقط العبد محمد قاسم -

مکتوب ششم بنام مرزا عبدالقادر بیگ صاحب مرادآبادی

جناب مرزا صاحب السلام علیکم کل چوتہی رمضان شریف کو مولوی فخرالحسن صاحب نے
آپ کا عنایت نامہ عنایت کیا اور آپ کے نکاح ثانی کا قصہ زبانی بہی بیان فرمایا جزاک اللہ آپکو
نکاح جو بیوہ چچی قرابتی اپنی کے ساتہہ بنظر احیاء سنت واقع ہوا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب کو
سفر حج مبارک ہو مرزا صاحب اپنا منصب تو یہ تہا کہ جناب پیر و مرشد مدظلہ کی خدمت مین
سفارش نامہ لکہون سفارش کے لئے کچہہ تو مناسبت ہونی چاہیے اپنا حال اگر اور کوئی نہین
جانتا تو مین خود تو جانتا ہون پر جہان اور امور خلاف منصب اپنی سر پر لئے بیٹہا ہون آپکی خاطر
سے ایک یہ بہی عریضہ حضرت کے نام کا بہونچتا ہی مرزا صاحب اتنا کرین کہ جہان اورون کو یاد
رکہین اس سراپا گناہ کو بہی دعا سے فراموش نہ فرمائین اور حضرت مدظلہ کی خدمت مین دو
کلمۃ الخیر کہکر برابر سرا بہہ ہوجائین مرزا محمد نبی بیگ صاحب اور اون کے والد صاحب کی خدمت مین

امروز همین مصمم شد که من کار خود بکنم اگر پسند خاطر خدام والا مقام افتاد فهو المراد ورنه کالای زبون بریش
خاوند نامه سیاه خود را باز خواهم گرفت اکنون یکدو سخنے پیشتر از عرض مقصود عرض میکنم اول اینکه در عرف
عام هر قوم و هر زبان بسا است که خطاب بالقاب عامه کنند و مخاطب خاص باشد اکثر آنرا بالقاب هیچو مولوی
صاحب و شاه صاحب شیخ صاحب و میرزا صاحب و منشی صاحب ندا کنند و منادی از یک شخص بیش نباشد
همچنین در اصطلاحات شرع شریف قرآن و حدیث نیز در مواقع کثیره این طرز اختیار افتاده میفرمایند که
واقیموا الصلوة وآتوا الزکوة ارشاد بخطاب عام است و مخاطب این حکم جز اغنیا نمی توانند شد رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم را بخطاب هیچو یا ایها النبی یا ایها الرسول یاد میفرمایند و ظاهر است که این لقب چه
قدر از حضرت مخاطب صلی الله علیه وآله وسلم عام است بالجمله این انداز دور از انداز و از مطلب و طرز کلام نیست
بلکه در هر زبان معمول بهر خاص و عام است دوم اینکه اگر فرض کنیم دو کس یا زیاده از قومی سادات
یا شیوخ مثلاً نشسته باشند و یکی از آنها کور یا کر باشد و کسی دیگر از حاضران وقت با وجود اطلاع کیفیت چشم
و گوش او شان بخطاب عام مثل میر صاحب و شیخ صاحب آواز داده اگر گوید ببین یا بشنو این حکم دیدن
و شنیدن تعیین و تشخیص مخاطب میفرماید هر که از حاضران عقل داشته باشد بے تامل بفهمد که مراد این کس
است نه آن همچنین مخاطب بیقین داند که بسقط اشاره متکلم منم نه دیگران سوم اینکه اگر جناب باری و
رسول پاک او صلی الله علیه وآله وسلم حکمی را بشرط مربوط فرمودند ارتباط آن حکم بآن شرط از قسم ارتباط
توقف باشد که فیما بین موقوف و موقوف علیه باشد و بدین سبب احدی را نمیرسد که اگر حکمتے که غرض از
ارتباط بود مقصود شود یا بدون آن شرط هم آن حکمت حاصل توان شد آن شرط را لغو گرداند و آن حکم را بشرط
مربوط نداند و بر آن شرط موقوف نه پندارد مثلاً منجمله شرائط جمعه جماعت هم است و حکمت از اشتراط جماعت بجز
این چه توان گفت که از استماع و استماع موعظ اعنی خطبه مقصود است اگر جماعت شرط نکنند باشد که مردم فراهم
نیایند پس تنها واعظ یعنی خطیب اگر وعظ گوید مستمع که باشد مگر پیدا است که استماع بمجرد فراهمی مردم میتوان شد
توقف صحت نماز جمعه بر جماعت از چه رواست اگر فراهم آیند و تنها تنها نماز خود بگذارند و بروند یا بجای دیگر رفته نماز
جماعت ادا کنند مقصود اصلی بهم رسد مگر کسی را ندانم که بجوا این صورت فتوی نویسد پس ازین مقدمات معروضه
معروض خدمت خدام باد که آیة یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع

اسی مین کھانسی کی شدت ہوگئی دو تین مہینے اُسکی تکلیف رہی اب بفضلہ تعالی اوسکو بھی آرام ہی
یون ہی براے نام باقی ہے انشاء اللہ تعالی وہ بھی رفع ہوجائیگی غرض اب مین اچھا ہون باقی
کمی ہوس دنیاکے لئے یادگاری موت سے بہتر کچھہ نہین ہوسکی تو ہر روز گھڑی آدھ گھڑی موت کے
تصور مین گذار دیا کرو اور اوسوقت اس قسم کا خیال رکھا کرو۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جسقدر
انبیاء ہوئے وہ سب مرگئے جسقدر بادشاہ اس زمانہ سے پہلے ہوئے وہ سب مرگئے بزور دین
کوئی چھوڑتا تو انبیا چھوڑتے اور بزور دنیا کوئی بچتا تو بادشاہ بچتے مین نہ الی الذی نہ اولا الذی نہ زور
دین نہ زور دنیا مین بچون تو کیونکر بچون پھر اسکے ساتھہ قیامت کے حساب وکتاب اور عذاب ثواب
کو سوچا کرو۔ فقط

مکتوب بنام مولوی میر محمد صادق صاحب مدراسی درباب تحقیق حکم جمعہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ
اجمعین بعد حمدہ صلوۃ بندہ کمترین ہیچمدان بے سروسامان محمد قاسم بخدمت سراپا عنایت
مکرمی مولوی میر محمد صادق صاحب دام عنایتہ پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ
ملفوف باستفتای رسید کہ حضرت مجمع البحرین شریعت وطریقت مخدوم ومتاع خاص وعام جناب
مخدومنا ومولٰنا سید عبدالسلام صاحب دام برکاتہ صدور یافتہ بود ممنون ومشکور شدم مقتضاے
عنایت سامی آن بود کہ توقف نمی کردم دو وقتیکہ عنایت نامہ ذریعۂ ممنونیہاے احقر شدہ بود دہانم
وستم بہ قلم وکاغذ میرسید مگر بالاے کاہلی طبع از عوائق گوناگون ہیچمدانی وبے سروسامانی سامان
این تقصیر وسرمایۂ این تاخیر شد میدانی وہمہ می دانند نہ سفینہ بہ گنجینہ آوردہ ام ونہ مکتوبات سفینہ
را لسینہ سپردہ باین ہیچمدانی واین بے سروسامانی نہ جرأت ہیچ کار را بدل آید ونہ دل بدست کار فرماید
وذخیرہ ام ہمین خیالات پراگندہ من اند کہ یکی را اگر بدل می نشینند دیگران آنرا از جملہ مضامین شعر
می بینند مگر بندہ گندہ را بحضرت ممدوح نہ تنہا نیاز سابق است اعتقاد لاحق ہم بدل فراہم آوردہ ام
اگر بامتثال ایما رخدام ہیچو مخدومان سرفرد نیارم باز آن کدام است کہ انتظار ارشاد او خواہم کشید باین وجہ

من کتاب العلم ومراد از قصص در حدیث ہمین وعظ است چنانکه دانندگان دانند جاییکه وعظ فرض ضروری خواہد بود
انہم ضرور خواہد بود که آن واعظ خود امیر باشد یا مامور یعنی نائب او باشد ورنه در زمرۂ مختال داخل خواہد شد که اشتغال
بنفع وعظ گوئی میکنند ونیز ظاہر است وعظ جمعه یعنی خطبه که موسوم بذکر الله شد اگر جمعه فرض است فرضیت این وعظ
بہ اول درجه بیک حساب باید داشت و در صحرا و دریا و مسافران را میسر آمدن این قسم وعظ معلوم پس چگونه توان
گفت که مسافران محکوم این حکم اند مگر آن که سفر را یکسا لخت حرام گردانند وسوای این اسفار که در آن مظنه بہمرسی انچنین
واعظ باشد قطعاً حرام گردانند لیکن انچنین فتوی نکس داده نتوان داد نظر برین این توان گفت که مسافر را
ازین حکم یکسو نهاده اند و آنکه باشاره حدیث اول وجوب جمعه بظاہر بنظر ظاہر می آید آن را چنان فہمند بظاہر در عموم
یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة ہم مسافر داخل بنمود چنانچه ارشاد معروضه مخصص مسافر وغیره از آیه است
ہمچنین اشارۂ لفظ جماعت که در حدیث مذکور وارد است مخصص از حدیث است بیچاره مسافر را جماعت از کجا بدست آید
یا سفر را تنها در حق او حرام گردانند یا جمعه را برو واجب ندانند مگر سفر را تنها باشد یا نباشد در حق کسی حرام نتوان گفت
چار ناچار اقرار بعدم وجوب واجب خواہد شد و آنکه مثل الواحد شیطان ہم در حدیث آمده در اول اسلام بود و اگر ہنوز نیست
این ہی بر حال خود باقیست الاثنان شیطان فوقهما جماعة مشیر آن است که اگر دو کس ہم ہمرہ زنند فرو از آن است ممنوع
مگر درین صورت نه شرط جماعت بطور حنفیه بدست آید نه بطور شافعیان بدست افتد بلکه از لفظ الذین امنوا از لفظ
فاسعوا و ذروا با انضمام آنکه کمترین مصادیق جموع حسب وضع لغت سه فرد اند برین امر دلالت دارد که کم از کم سوای
امام سه کس می باید چه مخاطب یا ایها الذین ہمان سامعان اند که دو یده وعظ امام خواہند شنید نه آنکه امام ہم داخل
جماعت شان است زیرا که ندا و صلوة حسب قرار داد سابق وقتی می بود که امام جلوه بر منبر میکرد نظر برین این حکم
مخصص سامعان خطبه باشد امام را باین حکم سروکاری نیست الغرض ضرورت امیر یا مامور ہم ضرورت جماعت
مسافر را ہم از آیه و حدیث یکسا طرف افگند وجه اشتراط امیر یا نائب امیر ہم بوجه ضرورت خطبه که از لفظ فاسعوا الی
ذکر الله ہویداست با انضمام حدیث لا نقص موجه شد باقی ماند فقط شرط مصر اگر غور کنند ہمین ضرورت امیر و مامور
وست در کار آن دارد چه مصری نباشد که حاکمی در ان نبود خود بادشاه وقت اگر نباشد نائب او بالضرور خواہد بود
و فرق فیما بین امصار و قری و شہرہا و دیہات نه آنچنانست که محتاج بیان باشد و در ہر ولایت شہرہا و دیہات
می باشند و ہر کس بمجرد استماع این الفاظ معانی این الفاظ می شناسند و بمجرد مشاہدہ شہرہا از دیہه تمیز میکنند

هر چند بوجه عوام خطاب متبادر آن است که همه کس را این حکم عام است مسافر باشد یا مقیم صحیح باشد یا مریض غلام
باشد یا آزاد طفل باشد یا جوان زن باشد یا مرد مگر چون نظر را بآیة اوامر سیاق یعنی فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع
رسانند خود واضح شود که بجز مردان آزاد و توانایان مقیم و جوانان خود مختار هیچکس از اهل اسلام مخاطب این احکام نیست
تفصیل این اجمال اینست که سعی اگر مطلوب توان شد از مردان و توانایان توان شد از بیماران و زنان حال بیماران
خود معلوم است ناتوانان کار توانائی چه دانند باقی ماندند زنان در حق اوشان هیچو لا یضربن بارجلهن ارشاد
رفته اینطرف زنان را بچه تاکیدات بلیغه بهر خانه نشینی مثل قرن فی بیوتکن وغیره ارشاد فرمودند و ظاهر است که در سعی
بالضرور احتمال انکشاف محل زینت است مود ا دری کوچه و برزن بیشک مقتضی آنست که وقتی نقاب از رخ
و جامه از ستر بیباخته برافتد همچنین خطاب وذروا البیع مقتضی آنست که مخاطبان را اختیار بیع و شرا حاصل است
ورنه وذروا البیع فرمودن چه معنی دارد ظاهر است که نه غلام مرد این کاره است و نه طفل نابالغ را این اختیار شاید
همین است که ارشاد فرموده اند الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض رواه
ابوداود فی باب الجمعة للمملوک والمرأة باز چون کیفیت اذان جمعه را که در زمان نبوی بود صلی الله علیه وآله وسلم گر یاد
کنیم این عقده هم منحل نشود که مسافر از این تخفیف تصدیع است شرح این معما این است که در زمانه برکت توام
حضرت نبی صلی الله علیه وآله وسلم اذان جمعه همان وقت گفته می شد که امام بر منبر آمده نشیند نظر برین ترک بیع
و شرا دادوی بغرض استماع وعظ امام یعنی خطبه باشد چنانکه لفظ الی ذکر الله خود دلیل دعوی است آخر مراد از
ذکر اینجا همان وعظ خطبه اند که کار امام و خطیب باشد و چون فضائل استماع خطبه کراهت شور و شغب را که مانع
از استماع باشد یاد کنیم این امر دیگر موجه می شود که مطلوب اصلی از روز جمعه اجتماع بهر استماع وعظ و خطبه باشد و همین
است که فامشوا نفرمودند بلکه فاسعوا فرمودند تا اشاره شناسان خداوندی را بدل نشیند که غرض اصلی استماع
است که اگر کاهلی نازنین را آهسته خواهند زد باشد که از برکات خطبه محروم مانند و شاید همین است که حضرت
عثمان رضی الله عنه اذانی دیگر قبل از اذان خطبه افزودند تا باشد که در رسیدن سامعان دیر شود و خطبه بیکار
رود غرض بوجه غرض مذکور با وجود مقرر بودن یک اذان که به هر نماز مقرر است اذانی دیگر پیشتر از اذان خطبه
افزوده شد تا مطلب اصلی بوجه احسن بدست آید لیکن از انجا که در حدیث ارشاد است عن عوف بن مالک قال
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقص الا امیر او مامور او مختال رواه ابوداود من باب فی القصص

کان خواہد فرمود اما فرائض حقوق سرکاری اند عوض آنہا بمقتضای طلب ضروری نیست بلکہ آنرا ہمچو باقی سرکاری بازار
بنداشت چنانکہ باقی سرکاری ہمچو قرض رعایا واجب العوض نبود ہمچنین فرائض واجب الثواب نباشند و نوافل را ہمچو اسباب
رض رعایا باید دانست کہ یکسنوره ہم اگر می گیرند قیمتش و عوضش ادا میکنند مگر چون نفس جمعہ قطع نظر از شرائط است و ہم شعایر
امام اگر از ادای نماز تہاون در ادایش رود ہمہ مردمان کم فہم را بوجہ کوتہ فہمی و معونت کاہلی مقصود شدن شرائط موجب ترک
شود و نہ باعث افزایش نماز ظہر اندرینصورت بگمان این ہیچمدان مفتی وقت را اختیار تاکید جمعہ و ممانعت ادای ظہر است اورا
رسد کہ از ظہر باز دارد تا بجمعہ مستقیم شوند و جمعہ را قائم کنند چہ اول حدیث اختلاف امتی او اصحابی رحمۃ او کما قال مشعر این اختیار
باید دوم تقرر خلیفہ خود با طاعت و معیت مردم وابستہ است و انعزال ان بعزل اوشان گرہ خوردہ چون اینقدر را اختیار گران بہا
رشان ارزانی فرمودہ اند نصب امام و واعظ کہ حصہ ایست ازان چرا کہ بدست شان نباشد و وعظ و امامت از کارہای امام عام است
مت صغری و وعظ و پند با امامت کبری و اولی الامر نسبتی دارد کہ نور ضعیف را با نور قوی نیست اگر امامی موجود است دست بدست
سری دادن نشاید کہ اجتماع دو حاکم صد فتنہ در بر دارد و ہمین است کہ قتل ثانی و وفا بہ بیعت اول ارشاد رفتہ مگر جاییکہ یکی باشد
دیسی را امام خود گردانیدن چندان دور از قیاس نیست چہ انیوقت امامت امام عام توان کرد تا با مامت صغری چہ رسد غرض
ظر بر اختیار مشار الیہ مسلمانرا نصب امام خاص بدرجۂ اولی باید داد و انیکار از دو باید گرفت و این امامت را مخالفت اشتراط امام عام
باید فہمید چہ این شروط وقتی است کہ از امام عام نامی و نشانی باشد تا کہ بالمعنی جمع بین الخلیفتین لازم نیاید چہ در صورت
وجودش انیکار حسب اشارات حدیث چنانکہ بگذشت و موافق اشارات الفاظ قرآنی اعنی اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کار
امام عام بود اگر وعظ دیگر بشنوند و بر امر و نہی دیگران کنند گویا ہمانرا اولی الامر قرار دادند و بالمعنی در جنب خلیفۂ اول خلیفہ دیگر نشاندند
کنون کہ سندش خالیست اگر واعظ دیگران بشنوند محذوری نیست و چون موافق این تقریر این شرط از میان برخاست
شرط مصر ہم بیک طرف رفت چہ اشتراطش بلزوم اشتراط شرط امیر بود آری بظاہر الفاظ روایات مشعرہ ضرورت مصر عام
اند لہذا احتیاط ہمین است کہ تا مقدور رعایت شہر پیش نظر ماند و اگر کسی در دیہی جمعہ قایم کند دست گریبانش نہ زنند کہ
اول این شرط ظنی بود باز حسب تقریر مذکور ضعفی دگر وان بہم رسید گر علیحدہ ہنوز باقی است غرض آن نیز ضروری ست
چنانکہ ادای ظہر کم فہمان را موجب تہاون در جمعہ می شود ہمچنان این اجازت نصب امام خاص و اختیار استماع مواعظ
و خطب آن موجب تہاون در نصب امام عام است اگر جمعہ متروک میشد شاید ہمت اہل ہمتی بشوق جمعہ و مشاہدہ
ہدایت اہل عصر و ابنا روزگار کاری میکرد نظر برین جمع بین الظہر والجمعہ احوط مینماید ورنہ وجوب نصب امام نسیاً منسیاً شدہ است

قابل بیان اگر بود همین بود که شهری خالی از حکام نماند خود سلطان باشد یا نائب سلطان باشد و در دیهات و میدانها
و صحراها خواه مخواه رونق افروزی سلاطین ضروری است و نه نصایح گستری نوابشان واجب نظر برین صحرا و دیه را به
یکسو گذاشتن و کارگذاری سرکاری بذمهٔ اهل شهر نهادند وازین تقریر اینهم هویدا شد که جواز جمعه لسبب کس مخل اشتراط
مصر نیست ضرورت مصر بوجه دیگر است بغرض فراهمی مجمع کثیر نیست آری بالای ضرورت مشار الیها این شرط
این فائده هم در آغوش دارد که وعظ در شهر خالی از مجمع کثیره کمتر باشد و با اینهمه مردم شهر اکثر ارباب فهم باشند قابلیت
تعلیم چنانکه او شان دارد اهل دیه ندارند و در مجامع کثیر اگر همه تسلیم نمی کنند باری ازین هم چه کم که بدو کس را وعظ
واعظ در گیرد و باز وعظ و پند صحبت اش دیگران را براه حق کشد اکنون معروضی دیگر بخدمت خدام عرضی میکنم فهم
این اشارات از کلام ربانی چون همه مردم را میسر نیست و احادیث مصرحه این معنی بحد تواتر نرسیده اند افهام علماء
مختلف شدند و عوام را گنجایش امید مغفرت بر تهاون در صورت وجوب نزدیکی و عدم وجوب نزدیکی بهم رسید و رفته
رفته کاهلی نوبت تا بآن رسید که متعصبان حنفیه عمداً ترک و تهاون جمعه آغاز کردن و این ندانستند که اندرین صورت
بفحوای المتقی من تیقی الشبهات در همچون نه تنها جمعه ضروری ست بلکه فرض ظهر هم واجب گردید یعنی این مسلم
است که در همچو صور قطعیه فرضیه باین معنی که اگر شرطے از شرط مذکوره فوت شده تاهم ادای جمعه همچو نمازهای پنجگانه فرض
و منکران کافر قایل اعتماد نیست مگر ارشاد دع ما یریبک الی لا یریبک قانونی اگر بهر مواقع شک تجویز فرموده و آن
اینکه اگر در فرضیت احد الامرین بلا تعیین یقین کامل حاصل باشد و به نسبت یگان یگان یقین کامل نبود
بلکه ظن یا شک باشد هر دو را ادا باید کرد بادای یک امر فارغ نتوان نشست و این بدان ماند که مردی متدین
یک روپیه یا کم و بیش مثلاً قرض دیگرے بذمهٔ خود داشته باشد و پس از زمانه دراز در شک افتد که ادا کرده ام یا نی
یا از اول امر بودن قرض و نبودن آن مشکوک بود و صاحب دین حلمی است و امتحانش میکند که ... یا
نمید هد اندرین صورت اقتضای دینداری همین است که ادا کند و اگر در مقدار قرض شک است یک روپیه است یا دو
روپیه می باید که هر دو روپیه ادا بکند اگر صاحب حق تابع حق است در صورت بقا حق خویش بقدر حق خویش خواهد
گرفت باقی را با و حواله خواهد فرمود چون درینجا هم همین صورت بوقوع آید می باید که اهل اسلام هر دو را ادا کنند
حق تعالی حق خود را قبول خواهد فرمود و باقی را عوض واپس خواهد داد یعنی هر چه که فرض نبود آنرا بحساب
نوافل خواهد گرفت و از انجا که اعطاء ثواب حسب قرار داد کرم بر نوافل واجب است به ثواب مکافات ...

دپیداست که این وجوب رفتنی نیست داختیار نصب امام خاص بیشک این وجوب را بضعف میرساند نیست آنچه که ذہن
نارسائی من بدان میرسد مگر نه قاضیم نه فقیہم نه مفتی نه که اجتہاد کنم و خلق قول من بشنوند اگر دیگران ہم ہمصفیر من شوند فبہا
ورنه کالای زبون بریش خاوند این وفتر بے معنی را بر سر من زنند و ہر چه مناسب وقت دانند و موافق اشارات علمار ربانی
که از اتباع قرآن وحدیث دور نیفگند اختیار فرمایند واین نیازمند راہم اطلاع فرمایند تا به پیروی جم غفیر من ہم سر دہم
و در پے تفرق کلمه نشوم بخدمت حضرت مخدوم و متاع من برکت مآب مولوی سید عبدالسلام صاحب از من دور افتاده
عمر عزیز را بہوا و ہوس بر باد داده سلام و شوق که بصد نیاز مشحون باشد عرض دارند من بغرض دعا این کار کرده ام
ورنه از فتوی واستفتا احتراز من مشہور است **تنبیه** تقریر پریشانم اگر ملاحظه خواہد فرمود باید دانست که شروط حنفیه
اگر معارض عموم ظاہری خطاب یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة است اما این عموم خطاب بحکم مقدمات مذکوره
مستدعی آن نیست که حکم جمعه عام باشد آری اوامر حکم سیاق تخصیص حکم میکند و ہویدا بود که ہمه شروط مذکوره از ہمین
آیت می زایند واحادیث مستنده فقط مصرحه و موضح آن ہستند مستند بشروط اند تا احتمال ابطال نص عام بروایات
احاد که بعضی آنہا موافق خیالات بعض اکابر مطعون اند بدل نشیند مگر وقتیکه شرائط مذکوره موجه شدند باز فقط باین
نظر که در بعض مواقع بدون این شروط ہم میتوان برآید جرأت اہمال آن نباید فرمود آری بطور احتیاط بوجه ضرورت
دیگر اگر مرتکب این اہمال شوند چنانچه عرض کرده ام چندان دور از قواعد شرع نیست که احتیاط از اہم مقاصد شرع
شریف است و بسیاری از احکام مبنی بر احتیاط اند وجوب وضو پس از نوم مبنی بر ہمین احتیاط است چنانچه الفاظ شرع
وجوب آن خود در انظار اہل نظر گواه است و سنت غسل بدینکه فانه لا تدری این باتت یده که ثابت است بنا بر ہمین
احتیاط است و بس ۵

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات مصنفه منشی حمیدالدین صاحب رئیس سنبهل

خدایا به بخشای بر حال من | که افتاده عصیان نبال من || بجا باشد از گیری از من نگاه | که خود را ہمین بینم عصیان پناه
زنا کردنیہا ہمه کرده ام + | ز آسایش خویش آزرده ام || اگر بخشیم باشدم آبرو + | دگرنه سیه کارم و زند در
گناہان بنجود مکن در شمار | که او بر گناه و تو آمرزگار || توآنی که از من بپرسی حساب | توآنی که بر من نگیری عتاب
نه طاعت که باشد نیازم باو | اگر رحمت تو که نازم باو + || گنهگار و امید دارم به بخشش | به قاسم که بر حال زارم ببخش